پانچواں حصہ

بچوں کی کثرت کے خوف سے دوسری شادی سے اجتناب کرنا

تعددِ زوجات پر وارد شدہ اشکالات میں سے ابتدائی کچھ اشکالات پر تفصیلی کلام تو گذر چکا، فی الحال ایک بہت اہم اشکال پر بحث چھیڑنے کی جسارت کرتا ہوں اور وہ ہے اولاد کی کثرت والا اشکال...... کیونکہ جس معاشرے میں کوئی مسلمان مرد خاندانی منصوبہ بندی کی ''زہریلی'' ٹافیوں پر مشتمل میٹھے میٹھے نعروں سے متاثر ہونے کے باعث تین چار سے زیادہ بچوں کا بوجھ برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہو، وہ تین یا چار بیویوں سے پیدا ہونے والے درجنوں بچے بھلا کیسے برداشت کرے گا......؟

مسلمان جو اولاد کی کثرت پر ہمیشہ فخر کیا کرتا اور اسے باعثِ سعادت سمجھا کرتا تھا، آج خاندانی منصوبہ بندی کے خوشنما نعروں سے متاثر ہو کر اس بارے میں قرآن وحدیث کی تعلیمات سے متاثر ہونے کو کسی بھی طرح تیار نہیں، لہٰذا پہلے ہم خاندانی منصوبہ بندی والوں کے ''اخلاص'' کا جائزہ لیں گے کہ یہ حضرات اس تحریک میں مسلمانوں کے کس قدر ''خیر خواہ'' ہیں۔

جو حضرات ہفت روزہ ''ضربِ مؤمن'' کے قاری ہیں، مختلف موضوعات پر گراں قدر تحقیقی مضامین کے حوالے سے یاسر محمد خان کے نام سے ناواقف نہ ہوں گا، خاندانی منصوبہ بندی کے حوالے سے جناب کا ایک تحقیقی مضمون ''ضربِ مؤمن'' میں شائع ہو چکا ہے، جو پیش خدمت ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی، ایک سازش

خاندانی منصوبہ بندی (Family Planning) کی زد میں چھ اسلامی ممالک

''۱۹۷۴ء میں امریکا پر صدر نکسن کی حکومت تھی، نکسن نے اپنے وزیر خارجہ ہنری کسنجری کی سربراہی میں ایک خفیہ کمیٹی تشکیل دی، اس کمیٹی کا کام یہ تخمینہ لگانا تھا کہ ۲۰۰۰ء میں امریکی حکومت کو کیا کیا خطرات پیش آسکتے ہیں، اس کمیٹی نے اپریل ۱۹۷۴ء میں اپنی سفارشات تیار کر کے ہنری کسنجر کے حوالے کر دیں، ہنری کسنجر نے یہ رپورٹ ''ایس ۲۰۰۰ء'' مئی میں صدر نکسن کو پیش کی۔ اس رپورٹ میں پاکستان، مصر، بنگلہ دیش، ترکی، نائیجیریا اور انڈونیشیا میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو اگلے ۲۵ سال میں امریکا کے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا گیا۔ ماہرین نے کہا کہ ان چھ ممالک میں جوں جوں آبادی بڑھے گی، ان ممالک کی سیاسی، معاشی اور عسکری (فوجی) قوت میں اضافہ ہوگا، لوگوں کو روزگار کی ضرورت محسوس ہوگی، حکومتیں دباؤ میں آئیں گی، لہٰذا ان ممالک میں کارخانے لگیں گے جس کے نتیجے میں وہ خام مال جو ان ممالک سے امریکا اور یورپ کو سپلائی ہوتا ہے اس کی برآمد رک

جائے گی۔لوگوں کے اندر اپنے قدرتی وسائل کو اپنے قبضے میں رکھنے کا شعور بیدار ہوگا، ان ممالک میں مراعات یافتہ طبقے کے مفادات پر زد پڑے گی، امریکا نواز عناصر ان ممالک میں غیر محفوظ ہوجائیں گے، عوامی تحریکیں شروع ہوں گی اور انقلابات آئیں گے جن سے امریکی مفادات کو براہِ راست نقصان پہنچے گا۔ رپورٹ میں حکومت کو مشورہ دیا گیا کہ امریکا کسی نہ کسی طریقے سے ان ممالک میں آبادی کی روک تھام کرے۔

ہنری کسنجر نے ۱۶/اکتوبر ۱۹۷۵/کو امریکا کے نئے صدر فورڈ کو ایک خط لکھا۔

اس خط پر ''بہت حساس، بہت خفیہ اور انتہائی ضروری'' کی مہر ثبت تھی، اس خط میں ہنری کسنجر نے ''ایس ۲۰۰۰ء'' کا حوالہ دے کر امریکی صدر سے درخواست کی: ''یہ معاملہ انتہائی حساس اور فوری نوعیت کا ہے، چنانچہ جتنی جلدی ممکن ہو اس کی منظوری دی جائے۔'' اس خط کے ٹھیک ۴۰/روز بعد یعنی ۲۶/نومبر ۱۹۷۵ء کو صدر کے اسٹاف آفیسر سکوکرافٹ نے صدر کے حوالے سے ایک آرڈر جاری کیا۔ اس آرڈر کا نمبر ۳۱۴/تھا، یہ آرڈر امریکا کے چار اداروں کے نام تھا۔ امریکی محکمہ دفاع، محکمہ خارجہ، چیف آف اسٹاف اور سی آئی اے (اس وقت امریکا کے موجودہ صدر جارج بش کے والد بش سینئر سی آئی اے کے سربراہ تھے) اس آرڈر میں لکھا گیا کہ ان چھ اسلامی ممالک کی آبادی سے امریکا کو ۲۵/ سال بعد دفاعی، سیاسی اور مذہبی خطرات لاحق ہیں، لہٰذا امریکا کے یہ محکمے ان ممالک کی آبادی کنٹرول کرنے کا بندوبست کریں۔ اس آرڈر میں لکھا گیا کہ ان چھ اسلامی ممالک میں تین باتیں مشترک ہیں:

① ان ممالک میں مذہب کے سلسلے میں شدت پائی جاتی ہے، لوگ ہر بات، ہر چیز پر سمجھوتہ کر لیتے ہیں لیکن اسلام پر سمجھوتہ نہیں کرتے۔

② ان چھ ممالک کے عوام امریکا اور یورپی اقوام سے نفرت کرتے ہیں۔

③ ان چھ ممالک میں نفاذِ شریعت کی تحریکیں موجود ہیں لہٰذا اگر ان لوگوں کو ابھی سے نہ روکا گیا تو یہ لوگ ۲۵/برس بعد امریکا کے لئے شدید خطرہ بن جائیں گے۔

اس سلسلے میں مصر کی مثال پیش کی گئی، آرڈر میں لکھا گیا ہے کہ ۲۰۰۰ء میں مصر کی آبادی ۸۵ ملین ہوجائے گی...... یہ آبادی سرحدیں توڑ کر اسرائیل میں داخل ہوجائے گی۔ اس وقت اسرائیل کی آبادی بمشکل تین سوا تین کروڑ ہوگی، اسرائیل مصریوں کا دباؤ برداشت نہیں کر پائے گا۔ رپورٹ میں لکھا گیا کہ اسرائیل میں غزہ کی پٹی اور مغربی کنارے کی صورت حال کا جائزہ لیں، وہاں عربوں کی آبادی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، جبکہ اسرائیلی ''ایک بچہ ایک خاندان'' کی پالیسی کے باعث کم سے کم ہوتے چلے جا رہے ہیں، وہاں آبادی کا توازن عربوں کے ہاتھ میں جا رہا ہے، اگر مصریوں کو روکا نہ گیا تو اسرائیل میں یہودی اقلیت میں ہوجائیں گے، لہٰذا مصر سمیت ان تمام اسلامی ممالک میں

مسلمانوں کی ''نس بندی'' ضروری ہے جہاں امریکا کے لئے خطرات پروان چڑھ رہے ہیں۔

امریکا کی حکومت نے اس آرڈر نمبر ۱۴/۳ میں آبادی پر قابو پانے کے طریقے تجویز کئے:

① مسلم ممالک میں فیملی پلاننگ کے بھرپور مہم چلائی جائے، اگر مذہبی طبقہ اس مہم کے خلاف مزاحم ہو تو اسے کریش کر دیا جائے، عوام میں ان کے خلاف جذبات پیدا کر دیئے جائیں۔

② سائنسی ہتھکنڈے استعمال کر کے غیر محسوس طریقے سے فیملی پلاننگ کے خلاف کام کرنے والے مذہبی عناصر کو معاشرے سے کاٹ کر الگ کر دیا جائے، انہیں لوگوں میں مذاق، تحقیر اور نفرت کی علامت بنا دیا جائے تاکہ یہ لوگ جب فیملی پلاننگ کے خلاف بات کریں تو لوگ ان کے خیالات کو سنجیدگی سے نہ لیں۔

③ آئی ایم ایف کے ذریعے ان ممالک کو شدید ترین اقتصادی دباؤ میں رکھا جائے۔

④ ترقی یافتہ ممالک کے رہنما ان ممالک کی لیڈر شپ سے ملاقاتوں کے دوران بار بار بڑھتی ہوئی آبادی کی نشاندہی کریں تاکہ ان ممالک کے رہنما احساس کمتری کا شکار ہو جائیں اور اس احساس سے نکلنے کے لئے اپنے سارے وسائل خاندانی منصوبہ بندی پر لگا دیں۔

⑤ عوام میں آبادی کے خلاف ''شعور'' بیدار کرنے کے لئے تمام جدید ذرائع ابلاغ استعمال کئے جائیں، اس سلسلے میں مقامی دانشوروں، ادیبوں، شاعروں اور اداکاروں کی مدد لی جائے، یہ لوگ گاہے بگاہے اعداد و شمار سے ثابت کرتے رہیں کہ اگر فلاں سال میں ہماری آبادی اتنی ہوگی تو ہمیں اتنے کمروں، اتنے گھروں اور اتنے بازاروں کی ضرورت ہوگی، ہمارے ملک میں اتنا بڑا قحط پڑ سکتا ہے، اتنی بیماریاں پھیل سکتی ہیں، بے روزگاری اور جہالت میں اتنا اضافہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

⑥ کوشش کی جائے کہ ان ممالک میں جمہوریت پروان نہ چڑھ سکے، حکومت فوجی آمروں ہی کے ہاتھ میں رہے اور یہ آمر امریکی اشاروں کے مطابق خطے میں اصلاحات کرتے رہیں۔

⑦ آبادی پر قابو پانے کے لئے جنگ سے بہتر کوئی ہتھیار نہیں، کوشش کی جائے کہ مسلمان ممالک کے درمیان تنازعات پیدا کر دیئے جائیں، یہ ممالک ایک دوسرے سے لڑتے اور مارتے رہیں۔

⑧ اگر اوپر دیئے گئے تمام طریقے ناکام ہو جائیں تو امریکی انتظامیہ ان ممالک میں خوراک کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرے۔ صرف ان ممالک کو گندم، ادویہ اور دوسری اشیائے ضرورت فراہم کی جائیں جو آبادی پر قابو پانے کا وعدہ کریں۔

یہ وہ منصوبہ تھا جس پر ۱۹۷۵ء میں عمل درآمد شروع ہوا اور آج اس کے نتائج ظاہر ہونا شروع ہو چکے ہیں۔

پورے عالم اسلام کی آزادی سمٹ رہی ہے، پورے عالم اسلام میں علماء کرام تحقیر کا نشانہ بن رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے والے مولوی اور ملاّ کہلا رہے ہیں۔ پورا عالم اسلام گندم کے ایک ایک دانے کو ترس رہا ہے اور عالم اسلام کے کسی ملک، کسی شہر میں دوا کی اپنی ساختہ ایک گولی تک نہیں۔ مسلمان، مسلمان کا اس حد تک دشمن ہو چکا ہے کہ امریکا، افغانستان پر پاکستان کے ذریعے ۵۷ ہزار ۸۰۰ فضائی حملے کرتا ہے اور پورا عالم اسلام اس ظلم پر خاموش رہتا ہے۔ امریکا اور اس

تو یاد رکھئے! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رزق کی جس ذمہ داری کا وعدہ فرمایا، تو علماء ومفسرین کی تصریح کے مطابق رزق سے مراد صرف روٹی پانی کا خرچہ ہی نہیں بلکہ زندگی گزارنے کے ان تمام لوازمات کا خرچہ اس میں داخل ہے جو کسی بھی فرد کو قوم کے ''مناسب'' افراد کی فہرست میں داخل کرنے کے لئے ضروری ہے، عربی لغت میں رزق صرف روٹی، پانی کو ہی نہیں کہتے بلکہ رزق کا اصل مطلب ہے: ''نصیب مفروض'' (ضروری اور مقرر کردہ حصہ)

قال اللہ تعالیٰ: وتجعلون رزقکم انکم تکذبون۔

تو آیت کی روشنی میں یہ کہنا بالکل بجا اور درست ہے کہ بچہ زندگی گزارنے کے تمام لوازمات اور خرچوں کے بندوبست سمیت دنیا میں آتا ہے، لہٰذا اس کے بعد بھی اگر کسی بچے کے والدین کے پاس اونچی تعلیم وغیرہ کے لئے جیب میں پیسہ نہ ہو تو اگر وہ مسلمان ہیں تو انہیں یقین کر لینا چاہئے کہ ہمارے بچے کے لئے اسکولوں میں تعلیم ضروری ہی نہیں، اعتدال کے ساتھ تربیت کی اپنی کوشش جاری رکھی جائے اور اس میں غفلت نہ ہو، تو ان شاء اللہ بھاری بھرکم فیسوں کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد میں باصلاحیت لوگ پیدا کر دیں گے۔ اگر بچے کے لئے اونچے اسکول میں تعلیم ضروری ہوئی تو اللہ میرے لئے اس کے اسکول کی فیس کا بندوبست ضرور فرماتے۔

زیادہ بچے......تربیت آسان

شیخ محمد بن العثیمین ایک تحریر میں فرماتے ہیں:

''خاندانی منصوبہ بندی کا سبب کیا ہے؟ کیا رزق کی تنگی کا خوف اس کا سبب ہے یا یہ وجہ ہے کہ بچہ زیادہ ہوں گے تو تربیت مشکل ہو جائے گی، اگر پہلی وجہ ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں سخت بدگمانی کے مترادف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''زمین میں بسنے والی کوئی مخلوق بھی ایسی نہیں کہ جس کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود پر نہ لی ہو، نیز فرمایا کہ زمین پر کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق ساتھ لئے نہیں پھرتے مگر اللہ تعالیٰ انہیں بھی رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی اور وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے'' اور اگر بچوں کی پیدائش میں کمی کا مقصد بچوں کی تربیت ہے کہ بچے کم ہوں گے تو تربیت زیادہ ہو سکے گی تو یہ نظریہ بھی غلط ہے......تربیت کے مشکل اور آسان ہونے کا مدار اللہ تعالیٰ کی توفیق پر ہے۔

(مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کے بچے کو بگاڑنا چاہے تو کوئی سدھار نہیں سکتا اور وہ سدھارنا چاہے تو کوئی بگاڑ نہیں سکتا لہٰذا اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کا دخل والدین کی محنت سے زیادہ ہے، چنانچہ والدین کو چاہئے کہ افراط وتفریط سے بچتے ہوئے اعتدال کے ساتھ ان کی تربیت میں کوتاہی نہ کریں اور پھر نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ آگے فرماتے ہیں:)

جب بھی کوئی شخص کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کو اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس معاملے میں اس کے لئے آسانی پیدا فرما دیتے ہیں کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''جو (کسی معاملے میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس معاملے میں آسانی پیدا فرما دیتے ہیں۔'' (سورۂ طلاق)

شیخ صالح العثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ہمیں اپنے نبی کی زبان سے اولاد کی کثرت کی ترغیب دی، تو اس معاملے میں جو شریعت کی ترغیب کو سامنے رکھ کر شریعت کے بیان کردہ راستے پر چلے گا بچوں کی تربیت کا معاملہ اس کے لئے ان لوگوں کی نسبت زیادہ آسان ہوجائے گا جو شریعت کی ترغیبات کے برعکس کم بچے والے فلسفے کو اچھا سمجھتے ہیں، کیونکہ تربیت میں جب اللہ تعالیٰ کی توفیق کو زیادہ دخل ہے تو اللہ یہ تربیت ان لوگوں کے لئے آسان بنادیتے ہیں جو اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ طریقے کو اختیار کریں۔

حمل روکنے کی جائز صورتیں

کوئی عورت واقعی کسی بیماری یا معذوری وغیرہ کے باعث اتنی کمزور ہو کہ ایک بچے کی پیدائش کے بعد اگر دوبارہ حمل ٹھہر جائے تو عورت کی صحت متاثر ہونے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں وقتی تدابیر اختیار کر کے کچھ وقت کے لئے حمل روکنے میں کچھ حرج نہیں۔ یاد رکھئے! بچوں کی پیدائش کا سلسلہ جاری رہنا ماں کی صحت کا بھرپور ضامن ہے اور یہ نظریہ اوّل تا آخر سراسر غلط ہے کہ بچے پیدا کرنے سے ماں کمزور ہوجاتی ہے یا اس کے نسوانی حسن میں کمی آجاتی ہے، جتنا وقفہ دو بچوں کی پیدائش میں ضروری ہے وہ فطرت نے خود متعین کردیا ہے، اس کی تفصیل خود یورپ ہی کے بعض محققین کے حوالے سے ان شاء اللہ آگے آرہی ہے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جو خواتین فطرت کے متعین کردہ وقفے پر قناعت نہ کرتے ہوئے از خود مصنوعی مانع حمل تدابیر اختیار کرتی ہیں تو ان مصنوعی طریقوں سے بچوں کی پیدائش روکنے میں عورت کی صحت غیر معمولی طور پر متاثر ہوتی ہے بلکہ بعض تدابیر تو ایسی ہیں کہ ان کی وجہ سے مرد کو بھی نقصان ہوتا ہے۔

لہٰذا اس بارے میں کسی دیندار اور ماہر ڈاکٹر کی رائے کی بناء پر فیصلہ کرنا چاہئے جو خاندانی منصوبہ بندی والوں کے زہریلے جراثیم سے متاثر نہ ہوا ہو......اور ایسا ڈاکٹر کسی خاتون کے بارے میں یہ فیصلہ کرے کہ واقعی اس کا مرض یا کمزوری ایسی ہے کہ ایک بچے کی ولادت کے بعد دوسرے بچے کی فوری ولادت سے عورت کی صحت کو نقصان پہنچے گا تو پھر اس پر عمل کیا جائے۔

اسی طرح اور کوئی وقتی عذر ہو مثلاً کوئی سفر درپیش ہو یا کوئی عذر نہ بھی ہو بلکہ کوئی مرد یا عورت ''بدذوق'' ہونے کی وجہ سے اولاد کی کثرت پسند نہ کرتے ہوں اور ہلکے پھلکے رہ کر اور بچوں کی فکر سے ''آزاد'' رہ کر زندگی گزارنا چاہتے ہوں تو شریعت نے ایسے بدذوق لوگوں کو اولاد کی کثرت کے دنیوی اور اخروی فضائل سناتے ہوئے ''باذوق'' بننے کی ترغیب تو بہت دی مگر مجبور نہیں کیا کہ اگر انہیں اولاد کی کثرت پسند نہیں تو لازماً بچے زیادہ ہی پیدا کریں۔

لہٰذا کوئی شخص کسی وقتی ضرورت کے پیش نظر یا محض ''بدذوق'' ہونے کی وجہ سے اولاد کی کثرت پسند نہیں کرتا اور اس لئے مانع حمل تدابیر اختیار کرتا ہے تو اس کے اس عمل کو گناہ نہیں قرار دیا جاسکتا گو کہ اس صورت میں دین و دنیا کی بہت سی بڑی بڑی نعمتوں سے محروم بہرحال ہوجائے گا......مگر اس صورت میں بھی یہ ضروری ہے کہ منع حمل کی یہ تدبیر عارضی ہو مثلاً کنڈوم کا استعمال وغیرہ، چنانچہ نس بندی کرنا یا عورت کو کوئی ایسی دوا کھلانا یا مثلاً آپریشن کے ذریعہ بچہ دانی نکلوا کر اولاد کے امکان کو ہمیشہ کے لئے جڑ سے ختم کر ڈالنا، اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدل ڈالنا ہے اور یہ عمل ناجائز اور حرام ہے۔

رزق کی تنگی کے خوف سے یا اولاد کی کثرت کو باعثِ عار سمجھنے کی وجہ سے مانع حمل تدابیر اختیار کرنا حرام ہے

البتہ علماء کی تصریح کے مطابق رزق کی تنگی کے خوف سے یعنی یہ سوچ کر کہ بچے زیادہ ہوں گے تو خرچے کہاں سے پورے کروں گا یا بچوں کی وہ کثرت جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باعث فخر سمجھا ہو اس کثرت کو باعث عار اور شرمندگی سمجھنے کی وجہ سے مانع حمل تدابیر اختیار کرنا (خواہ وقتی ہی کیوں نہ ہو) بہر حال حرام ہے۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ آج لوگ عموماً ان ہی دو باتوں کے پیش نظر مانع حمل تدابیر اختیار کرتے ہیں، بچوں کی کثرت کو باعثِ عار سمجھا جانے لگا ہے، رزق کی تنگی کے خوف سے بچے پیدا ہونے دینا تو اس لئے حرام ہے کہ یہ براہِ راست اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے کہ اللہ تعالیٰ ازخود کسی پلاننگ کے بغیر انسانوں کو مستقبل کی فیملی پلاننگ کے لئے پیدا کر رہا ہے۔

قرآنِ کریم میں جا بجا اس کی تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش سے قبل اس زمین میں قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کی تمام کی تمام ضروریاتِ زندگی کا پہلے سے بندوبست فرما دیا ہے۔

وسائل کم نہیں، بلکہ لامحدود ہیں گو کہ نظر نہیں آتے

دیکھئے! آدم علیہ السلام جب دنیا میں آئے تو کچھ بھی نہ تھا، ممکن ہے کہ چاروں طرف پہاڑوں اور پتھروں کو دیکھ کر گھبرا گئے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت سے نکال کر کہاں بھیج دیا......؟ مگر انہیں یہ بتایا گیا کہ قیامت تک پیدا ہونے والے آپ کے اربوں، کھربوں بچوں کی ساری ضروریاتِ زندگی اسی زمین اور آسمان سے برسنے والے پانی میں پوشیدہ ہے، چنانچہ آدم علیہ السلام نے گندم کا ایک دانہ زمین میں ڈالا اور اس دانے نے زمین میں چھپے ہزاروں گندم کے دانے نکال باہر کئے۔

آپ زمین کھود کر دیکھیں تو آپ کو نہ تو اس زمین میں انار کا رنگ نظر آئے گا اور نہ انار کا ذائقہ...... نہ انگور کا رنگ اور نہ انگور کا ذائقہ...... نہ کھجور کا رنگ نہ کھجور کا ذائقہ...... چنانچہ فیملی پلاننگ والے تو ہمیں ڈرائیں گے کہ بتاؤ کہاں ہے انسان کی روزی......؟ یہاں تو کچھ بھی نہیں......؟ مگر خالق کائنات نے بتا دیا کہ یہ سارے خزانے اس زمین میں پوشیدہ ہیں گو کہ تمہیں نظر نہیں آ رہے۔ اس زمین میں آم کے باغات بھی دبے ہوئے ہیں، اسی زمین میں گندم اور چاول کی لہلہاتی فصلیں بھی چھپی ہوئی ہیں...... اسی مٹی میں تمہارے لئے گاڑھا اور دیسی گھی اور چکنا دودھ بھی ہے...... تمہارا رب اسی زمین سے ایسا چارا پیدا کر کے دکھائے گا کہ جس چارے کو تم جتنا مرضی رگڑ و اور مسلو...... تیل یا چکناہٹ کا ایک قطرہ بھی نہیں نکال سکتے...... مگر یہی سوکھا چارا جب گائے، بھینس کو کھلاؤ گے، اللہ وحدہٗ لاشریک اس چارے کے اندر سے صرف چند گھنٹوں میں ایسا چکنا اور سفید دودھ نکال باہر کرے گا کہ جس دودھ میں مکھن، پنیر اور دیسی گھی جیسی ایسی چکناہٹ پوشیدہ ہوگی کہ کولیسٹرول والے دل کے مریضوں کو اس کے قریب پھٹکنے کی بھی اجازت نہ ہوگی، حالانکہ وہی گھاس جس سے اللہ تعالیٰ نے چکنا دودھ نکالا اگر اسے انسان کی بنائی ہوئی فیکٹری میں لے جا کر اس میں چکناہٹ کا ایک قطرہ بھی نکالنے کی کوشش کی جاتی تو انسان اس کام سے عاجز آ جاتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور تمہارے لئے ان چوپایوں میں عبرت کا سارا سامان ہے، ان کے خون اور گوبر کے درمیان سے ہم سفید اور (خون اور گوبر کی رنگت اور بدبو کی آمیزش سے) پاک ایسا دودھ تمہیں پلاتے ہیں جو آسانی

سے حلق میں اترتا چلا جاتا ہے، بے شک اس بات میں غوروفکر کرنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔‘‘ (سورۃ الانعام)

آسمان کا پانی تمام قسم کے ’’خرچوں کا بندوبست‘‘ لے کر نازل ہوتا ہے

دیکھئے اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برساتے ہیں اور زمین میں اپنے اندر دبی ہوئی کپاس کی فصلوں کو باہر اگل دیتی ہے، پھر اس کپاس سے سب سے پہلے کسان فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس کو فروخت کر کے کسان اپنا، اپنے بیوی بچوں کا اور خاندان کے مزید پندرہ بیس افراد کا پیٹ بھرنے کے قابل بنتا ہے، پھر یہ کپاس تاجر خرید کر آگے فروخت کرتے ہیں، یوں ایک ایک تاجر اس کپاس کے ذریعے پندرہ بیس افراد کو پیٹ بھر کر روٹی کھلانے کے قابل بنتا ہے، یہ کپاس ٹیکسٹائل ملوں میں جاتی ہے جہاں قوم کے ہزاروں افراد ملازمتیں کر کے اس سے حاصل ہونے والی تنخواہوں سے اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتے ہیں...... یوں صرف کپاس سے ہزاروں انسانوں کو رزق ملتا ہے اور یہ کپاس چونکہ آسمان سے برسنے والے پانی سے پیدا ہوئی تھی اس لئے یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ کپاس اگانے کے لئے آسمان سے جو پانی برسا تھا وہ قوم کی خوشحالی کا پیغام لے کر آیا تھا اور وہ پانی صرف کپاس کے خزانے لے کر نازل نہ ہوا بلکہ ہر قسم کے رزق سے لدا ہوا تھا، اس پانی میں ٹیکسٹائل ملوں میں کام کرنے والے ہزاروں ملازمین کی تنخواہیں بھی پوشیدہ تھی، اسکول کی فیسیں، ٹیوشن کی فیسیں، بچوں کو اسکول لانے لے جانے کے لئے کنوینس کا خرچہ، بچوں کا لنچ اور جیب خرچ کا خرچہ، علاج معالجے کا خرچہ، الغرض ہر وہ خرچہ جو باپ اپنی آمدن سے اپنے بچوں پر خرچ کرتا ہے، وہ تمام کے تمام خرچے اللہ تعالیٰ بارش کے اس پانی کے ساتھ زمین پر بھیج دیتے ہیں جس پانی کا ہم سے کوئی بل بھی وصول نہیں کیا جاتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: {وفی السماء رزقکم} (الآیۃ)

ترجمہ: ’’اور اسی آسمان (کے پانی) میں تمہارا رزق ہے۔‘‘

نیز فرمایا: {وأنزل من السمآء ماء فاخرج به من الثمرات رزقالکم} (الآیۃ)

ترجمہ: ’’اس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا اور اس پانی سے (طرح طرح) کے (میوے اور) پھل پیدا کئے تمہیں رزق مہیا کرنے کی خاطر۔‘‘

نیز ایک مقام پر اللہ تعالیٰ انسان کی پیدائش سے قبل زمین کی تخلیق کے مختلف مراحل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

{وقدر فیھا أقواتھا} (الآیۃ)

ترجمہ: ’’اس نے (انسان کی تخلیق سے قبل) زمین میں (انسان کے) رزق کا اندازہ ٹھہرایا۔‘‘

اس آیتِ مبارکہ میں صاف اور واضح تصریح ہے کہ انسان کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ نے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام کے تمام انسانوں کے دال پانی اور دیگر ضروریاتِ زندگی کا پہلے سے ایک متعین اندازے (یعنی منصوبہ بندی اور پلاننگ) کے تحت انتظام فرمادیا ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ کی ان واضح تصریحات کے بعد بھی کوئی مسلمان یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بغیر کسی پلاننگ کے بچے پیدا کرتا چلا جارہا ہے، لہٰذا ہمیں فیملی پلاننگ والوں کی پلاننگ سے استفادہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بچوں کی پیدائش میں کمی کرنا چاہیئے......؟؟؟

اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا تو کچھ بھی نہ تھا لیکن ہمارے جدامجد اور پردادا آدم علیہ السلام اور آپ کی اولاد کو بتادیا کہ یہ جو ایک عدد دماغ، دوعدد ٹانگیں اور دوعدد ہاتھ ہیں، انہیں استعمال کرکے زمین پر محنت کرو تو زمین اپنے ایسے خزانے اگلنا شروع کردے گی کہ ایک ایک آدمی پچاس پچاس افراد کو پیٹ بھر کر کھلانے کے قابل بنے گا۔

آسمان پر چڑھ کر یا زمین کو کھود کر دیکھو تمہیں کچھ نظر نہیں آئے گا مگر دماغ، دوٹانگوں اور دو ہاتھوں کو اللہ کے سکھائے ہوئے طریقے کے مطابق استعمال کرو تو دیکھو کہ قوم کا ایک ایک جوان کتنے افراد کو کھلانے پلانے کے قابل بنتا ہے......!!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نصیحت

قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنه: ”أكثروا من العيال، فإنكم لاتدرون بمن ترزقون۔“

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”اولاد کثرت سے طلب کرو کیونکہ تمہیں علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے کس کے ذریعے تمہیں رزق مہیا کرے۔“

عقل کی نظر میں بھی اولاد کی کثرت غربت ختم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے

یادرکھیئے! فیملی پلاننگ والے ہمیں یہ تو بتاتے ہیں کہ بچہ ایک عدد پیٹ لے کر پیدا ہوتا ہے، مگر اس طرف توجہ لے جانے سے منع کرتے ہیں کہ پیٹ تو ایک ہی ہوتا ہے مگر اس پیٹ کے ساتھ دماغ، دوٹانگیں اور دوعدد ایسے ہاتھ بھی ہوتے ہیں جس میں اپنے پیٹ کے ساتھ مزید درجنوں افراد کا پیٹ بھرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، چنانچہ یہ وہ بنیادی فارمولا ہے کہ جس کے باعث جس خاندان، قوم وملک میں بچے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں، ان اقوام میں کچھ وقت کے بعد اسی تناسب سے جوانوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور یوں کمانے والے زیادہ اور کھانے والے کم ہوجاتے ہیں اور یوں وہ خاندان جس میں بچوں کی شرح پیدائش زیادہ تھی اگر پہلے غریب تھا کچھ ہی وقت میں مالدار بن جاتا ہے، جیسا کہ کثرت سے مشاہدہ بھی ہے اور وہ خاندان، قوم یا ملک جس میں بچوں کی شرح پیدائش کم ہو، اس میں اسی تناسب سے کچھ وقت کے بعد کھانے والے بوڑھے اور عورتیں زیادہ......اور کمانے والے جوان مرد کم پڑجاتے ہیں...... یوں یہ خاندان، قوم یا ملک معاشی ترقی کے باوجود تیزی سے تنزل کی طرف گامزن ہونا شروع ہوجاتا ہے۔

شرحِ پیدائش میں کمی کسی بھی قوم کو عسکری (فوجی) ودفاعی لحاظ سے کمزور کردیتی ہے

کیا وجہ ہے کہ سعودی عرب کی زمین سونا اگل رہی ہے مگر اس کے باوجود سعودی عرب اپنی مضبوط فوج نہ بناسکا، وجہ اس کی ظاہر ہے کہ عربوں نے متعدد شادیاں کرکے اولاد کی کثرت کے ذریعے 20 ملک تو آباد کردیئے مگر چونکہ یہ عرب دنیا میں

پھیلتے چلے گئے لہٰذا بعض ممالک مثلاً سعودی عرب کی آبادی میں پاکستان، انڈونیشیا، عراق جیسا اضافہ نہ ہوسکا، سعودی عرب کی آبادی اتنی نہیں کہ ایک طاقتور فوج تشکیل دے سکے، اگر بڑی فوج بناتا ہے تو اس کے لئے سعودی عرب کو اپنی آبادی کا اتنا بڑا حصہ فوج میں بھرتی کرنا پڑے گا کہ ملک کی وہ عوام جس کی حفاظت کے لئے فوج بنے گی تو حفاظت کرنے والی فوج اور عوام کے افراد کی تعداد کا تناسب قریب قریب پہنچ جائے گا.....تو یہ ایسی ہی مضحکہ خیز سی صورت ہوگی کہ جیسے کسی کمپنی میں پچاس افراد ملازمت کررہے ہوں اور پچیس افراد ان سے تنخواہیں لے کر ان کی حفاظت کررہے ہوں......اور اگر سعودی عرب آبادی کی شرح ملحوظ رکھتے ہوئے فوج تشکیل دیتا ہے تو اتنی تعداد میں فوجی بھرتی نہ ہوسکیں گے جو ایک مضبوط اور طاقتور فوج بن کر کسی قوم یا ملک کو آنکھیں دکھانے کے قابل بن سکیں۔

یہ ہندوستان اور چین کی کثیر آبادی ہی تو ہے جس کی بناء پر ہندوستان اور چین عسکری لحاظ سے بہت زیادہ مضبوط اور توانا ہیں، ہندوستان میں آج جتنی غربت ہے اگر اس ملک کی آبادی کم ہوتی تو ہندوستان اس سے بھی زیادہ نہ صرف یہ کہ غریب ہوتا بلکہ فوجی اور دفاعی لحاظ سے کمزور بھی ہوتا۔

آبادی جتنی زیادہ ہوگی روزگار کے مواقع اتنے ہی زیادہ ہوں گے

یہ ایک مسلمہ اور کھلی آنکھوں مشاہدہ پر مبنی اصول ہے کہ آبادی جتنی زیادہ ہوتی ہے روزگار کے مواقع اتنے ہی بڑھ جاتے ہیں اور آبادی کے کم ہونے سے روزگار کے مواقع میں اسی تناسب سے کمی ہوکر بے روزگاری کی شرح میں اضافہ ہوجاتا ہے، کیا وجہ ہے کہ لوگ روزگار کی خاطر دیہاتوں سے کثیر آبادی مثلاً (کراچی جیسے) شہروں کی طرف رُخ کرتے ہیں، اگر کم آبادی میں روزگار کے مواقع زیادہ ہوتے تو شہری لوگ روزگار کے حصول کی خاطر بیابان، جنگلوں اور دیہاتوں کا رُخ کیا کرتے......!!!

اسی طرح یاد رکھئے! ایٹم بم اور فضائی قوت کے ذریعے کسی ملک کی حکومت کو منٹوں میں گرایا جاسکتا ہے مگر اس ملک پر پھر از خود حکومت اور اسے پورے کنٹرول میں لینا اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب ایٹم بم چلانے والے یا فضائی حملہ کرنے والے ملک کی بری فوج کی تعداد غیر معمولی طور پر زائد ہو، اگر بری فوج میں افراد کم ہوں گے تو ایک چھوٹے سے ملک پر قبضہ بھی برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔

روس کے خلاف جہاد میں افغانوں کی فتح کا ایک بہت بڑا ظاہری سبب افغانوں کی آبادی بھی تھی، چنانچہ ہم نے سنا کہ بسا اوقات ٹینکوں کی قطاریں لگی ہوتی تھیں مگر افغان مجاہدین ٹینکوں کے دہانوں سے تسلسل کے ساتھ نکلنے والے گولوں کی پروا کئے بغیر سینکڑوں کی تعداد میں قطاریں بنا کر ان ٹینکوں کی طرف دوڑتے......اور دہانوں سے برسنے والے ان گولوں سے یکے بعد دیگرے درجنوں کی تعداد میں شہید ہوتے ہوتے بالآخر ایک نہ ایک مجاہد کسی ٹینک پر چڑھ دوڑنے میں کامیاب ہوجاتا اور یوں ٹینک میں گھس کر اس ٹینک کو اپنے قبضے میں لے لیتا۔ اس کے برعکس روسی فوجیوں میں جب کوئی فوجی مجاہدین کے ہاتھوں مردار ہوتا، تو اس کے خاندان میں اس کی کمی پوری کرنے والا کوئی دوسرا مرد موجود نہ ہوتا...... یوں روس کے لئے اپنے روز مردار ہونے والے ان فوجیوں کی کمی کو پورا کرنا، ناممکن بنتا چلا گیا۔

آبادی کی کثرت کی مثال ان چیونٹیوں کی طرح ہے جو اپنی کثرت کے باعث مضبوط، طاقتور، زہریلے اور بل کھاتے

اژدھے سے یکے بعد دیگرے چمٹتے ہوئے اس کی بے انتہا طاقت وقوت اور ''مچلنے'' کے باوجود اسے تڑپ تڑپ کر بالآخر دم توڑنے پر مجبور کردیتی ہیں۔

یاد رکھئے......! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ ملک وملت اور دین ومذہب کے دفاع کی خاطر جہاد کی غرض سے کثرت سے اولاد طلب کرنا، پیغمبروں کا طریقہ ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے: ''باب من طلب الولد للجهاد'' (جہاد کی غرض سے اولاد طلب کرنا) یہ عنوان باندھ کر اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ اور مجاہد پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کا اپنی سو(100) بیویوں سے اس نیت سے جماع کے ارادے کا ذکر ہے کہ ان سے ایک سال میں سولڑکے پیدا ہوں گے اور سلیمان علیہ السلام اپنے ان تمام بیٹوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والا مجاہد بنا کر دشمنانِ دین کے ''خوابوں'' کو شرمندہ تعبیر ہونے سے محروم کردیں گے۔ لہٰذا ہم اگر اپنے ملک وقوم کو دفاعی لحاظ سے بے انتہا طاقتور اور توانا بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں دیگر وسائل اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ آبادی کی شرح میں بھی اضافہ کرنا پڑے گا۔

کیا دنیا میں وسائل کم ہورہے ہیں؟ حقائق کیا ہیں؟

فیملی پلاننگ والے کہتے ہیں کہ آبادی کے بڑھنے سے دنیا میں تیل، گیس اور دیگر قدرتی ذخائر کم ہورہے ہیں، لیکن حقائق اس کے خلاف ہیں۔ ''آخری صلیبی جنگ'' کے نام سے ایک کتاب بندہ کی نظر سے گزری، اللہ تعالیٰ کتاب کے مؤلف عبدالرشید ارشد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے مختلف معاملات میں یہودیوں کی سازشوں کو بہت مستند حوالوں کے ساتھ بے نقاب کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ خاندانہ منصوبہ بندی کے حوالے سے بھی فاضل مؤلف نے بہت کچھ لکھا، اس کتاب سے چند اقتباسات نقل کررہا ہوں:

رابرٹ مالتھس کا نظریہ فیل ہوگیا

ایک جگہ فرماتے ہیں:

> ماہر معاشیات رابرٹ مالتھس وہ پہلا شخص ہے جس نے کثرتِ آبادی کا شوشہ چھوڑا، ۱۷۹۸ء میں اس نے مشہور زمانہ کتاب ''اصولِ آبادی'' لکھی جس کا پورا نام An essay on the principal of population as affects the Future improvement of Society." تھا اس میں کثرتِ آبادی کے حوالے سے اس نے لکھا کہ:
>
> ''آبادی جب کہ وہ بے قید طور پر چھوڑ دی جائے، جیومیٹری کے تناسب سے بڑھتی ہے اور اشیاءِ خوراک صرف ریاضی (ارتھمیٹک) کے تناسب سے بڑھتی ہے۔''

رابرٹ مالتھس پر کثرتِ آبادی کا خوف طاری ہوا اور ہر طرف اسے بھوک سے مرتے انسان نظر آنے لگے۔''

مزید فرماتے ہیں کہ:

> وہی لوگ جو ہمیں اعداد وشمار کے حوالے سے ''بڑھتی آبادی، گھٹتے وسائل'' سے ڈرا رہے ہیں، ذرا ان کا یہ نقطہ نظر بھی دیکھ لیجئے کہ شاید اسی سے ہمارا قبلہ درست ہوجائے۔

سب سے پہلے رابرٹ مالتھس کے چھوڑے ہوئے شوشہ کا ہی جائزہ ملاحظہ فرمائیے:

مالتھس کے نظریہ کا جائزہ سب سے پہلے مسٹر گوئن (Gwayen Dyer) نے اپنے ایک مقالہ میں لیا جس کا عنوان تھا:

Malthas The Faisenophet

مسٹر گوائن ڈائر کہتے ہیں:

''مالتھس کی موت کو اب ۱۵۰ر سال گزر چکے ہیں اور اس کی سنگین پیش گوئیاں ابھی تک پوری نہیں ہوئیں۔ دنیا کی آبادی جیومٹری کے حساب سے دگنا چوگنا ہوگئی جیسا کہ اس نے کہا تھا، اس میں جنگوں اور حوادث کی وجہ سے بس تھوڑا سا فرق پڑا ہے۔ جب مالتھس نے کتاب لکھی تھی اس وقت کی آبادی کے مقابلہ میں آج دنیا کی آبادی ۸ گنا زائد ہو چکی ہے مگر غذائی پیداوار بھی کچھ اضافہ ہی کے ساتھ بڑھتی رہی اور انسان کی موجودہ نسل کو اوسط سطح پر تاریخ کی سب سے بہتر غذا مل رہی ہے۔''

گوائن ڈائر نے اپنا مقالہ اس بات پر ختم کیا:

''مالتھس غلطی پر تھا، ہمارے لئے یہ مقدر نہیں کہ ہماری اگلی نسلیں قحط میں پیدا ہوں۔''

(G-Dyer-Indian Times - Dec: 28' 1984)

ایک اور یورپین ماہر معیشت کی تحقیق

اب سے ایک صدی بعد آبادی دگنی یا تگنی ہوجائے گی یعنی اندازہ یہ کہ اکیسویں صدی کے نصف آخر تک آبادی 6ر ارب سے 12ر ارب کے درمیان ہوگی، اب تخمینہ یہ ہے کہ موجودہ زرعی طریقوں پر کوئی غیر معمولی بوجھ ڈالے بغیر یعنی تمام دنیا میں ان طریقوں کو اختیار کر کے جو وہاں کے لئے موزوں ہوں اور جو فنی اعتبار سے اس معیار کے ہوں جو آج نیم صنعتی ممالک میں استعمال ہو رہے ہیں، اس آبادی کی خوراک کی ضرورت پورا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اگلے سو (100) سالوں میں قلت خوراک کے لئے کوئی بنیاد موجود نہیں ہے، اگر کوئی قحط آئے تو وہ انسان کی اپنی حماقت یا خودغرضی کی وجہ سے ہوگا۔''

(Bernel J.D. World without wat-page 66)

ماہر معاشیات Dr. Dark Colin کی تحقیق

''یہ تمام چیزیں اس یقین کے لئے مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں کہ اگلے سو سال کے اندر دنیا کے باقی دو تہائی حصے میں بھی وہی زرعی انقلاب واقع ہوجائے گا جو ابھی تک صرف ایک تہائی حصہ میں رونما ہوا ہے۔''

بچوں کی شرحِ پیدائش کی نسبت وسائل کے بڑھنے کی شرح زیادہ ہے

''اگر دنیا کی زمین ٹھیک ٹھاک استعمال کی جائے تو موجودہ معلوم طریقوں کو استعمال کر کے بھی موجودہ آبادی سے دس گنا زیادہ آبادی کو یعنی ۲۸/ارب افراد کو مغربی ممالک کی خوراک کے اعلیٰ معیار پر قائم رکھا جا سکتا ہے اور کثرت آبادی کا کوئی مسئلہ پیدا نہ ہوگا۔''

(Clark, Colin, (Economist) Population and living Standards International Labour Review, Aug 53)

خاندانی منصوبہ بندی والوں کا سب سے زیادہ زور اس بات پر ہے کہ آبادی بڑھ رہی ہے اور وسائل (خوراک) گھٹ رہے ہیں، جبکہ حقائق برعکس ہیں، پیدائش اور اموات کی شرح سے آبادی کی بڑھوتری نکالی جائے تو بڑھوتری کی شرح بہت کم ہے اور وسائل کے بڑھنے کی شرح زیادہ ہے۔

تیل اور گیس کی پیداوار میں کمی کے بجائے اضافہ ہو رہا ہے

۱۹۷۰ء کے عشرے سے ہمارے قدرتی وسائل ختم ہونے کا اندیشہ بڑھتا جا رہا ہے، اب ہمیں علم ہے کہ عالمی آبادی اور اقتصادی ترقی کے باوجود تیل سمیت تمام اہم قدرتی وسائل کے معروف ذخائر کم ہونے کے بجائے بڑھ گئے ہیں...... گویا مقدار کے لحاظ سے قدرتی وسائل کی کمی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

(بحوالہ ''دنیا کی آبادی۔ حرکیات اور امکانات'' معلومات جرمنی مارچ، اپریل ۹۸ء)

بڑھتی آبادی، گھٹتے وسائل پر یہ کسی رجعت پسند مولوی کی گواہی نہیں بلکہ یہ ان کا کہنا ہے جنہیں ہم ہر سچائی کی سند دینے کے لئے بے قرار رہتے ہیں۔ پھر یہ ماضی بعید کی شہادت نہیں، بات کہنے والے نے صرف ایک سال قبل اپنی تحقیق عالمی سطح پر عامۃ الناس کے سامنے رکھی ہے۔''

خاندانی منصوبہ بندی اور دفاع، یورپ آبادی میں اضافہ چاہتا ہے

فرماتے ہیں:

''خاندانی منصوبہ بندی کے داعی، کم بچے خوشحال گھرانہ کی مالا جپتے نہیں تھکتے کہ اس ''ورد'' پر انہیں مغربی آقاؤں نے لگایا ہے۔ عقل کے یہ اندھے اس خیر خواہی کی تہہ میں چھپی بدخواہی کی تہہ تک نہیں پہنچتے یا دانستہ پہنچنا نہیں چاہتے جبکہ انہیں خاندانی منصوبہ بندی کی ٹافی دینے والے اپنے لئے یہ رائے رکھتے ہیں کہ: ''آبادی میں عظیم اضافہ، ایسا اضافہ جو بے ضبط و بے لگام تھا، یورپ کو دنیا کی درجہ اوّل کی طاقت بنانے میں فیصلہ کن تھا، یورپ کی آبادی کے اس دھاکے کے ساتھ پھٹ پڑنے ہی کا نتیجہ تھا کہ ملک میں نئی صنعتوں کو چلانے کے لئے کارندے بھی ملے اور دوسری طرف یورپ سے باہر دنیا میں پھیل جانے کے لئے مہاجر اور ایسے سپاہی بھی ملے جو دور دراز علاقوں میں پھیلی سلطنت کی سربراہی کر سکیں۔''

Prof. F.K. Organskl and Sturart Laure Population Explosion is Europe - July 17, 1961

بوسنیا کی خود ساختہ سرب حکومت کے وزیر اطلاعات ویلبر آسٹو جک کہتے ہیں:

''اسلام ہر جگہ پھل پھول رہا ہے...... مسلمانوں کے پاس مالیات ہے، ایک نظریہ ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بڑھتی ہوئی آبادی ہے۔''

اس نے اعداد و شمار بتاتے ہوئے بتایا کہ اونچی شرح پیدائش مسلمانوں کو ۲۰۰۰ء تک بوسنیا کا اکثریتی گروہ بنا دے گی۔ (رائٹر ڈان، ۹۲-۸-۱۳)

ایک امریکی رپورٹ

''مسلم ممالک کی بڑھتی ہوئی آبادی اگلے ۲۵ رسالوں میں امریکہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے، ماہرین کا خیال ہے کہ ان ممالک کی سیاسی، معاشی اور اقتصادی وعسکری (فوجی) قوت میں اضافہ ہوگا۔ ان ممالک سے نکلنے والا خام مال جس سے امریکہ و یورپ کے کارخانوں کی چمنیاں گرم ہوتی ہیں، آنا بند ہو جائے گا۔ لوگوں میں قدرتی وسائل کو اپنے قبضے میں رکھنے کا شعور پیدا ہوگا اور مراعات یافتہ طبقہ (امریکی، یورپی مفادات کی رکھوالی کرنے والا) کے خلاف نفرت باقاعدہ تحریکوں کی شکل اختیار کرلے گی، جو تیسری دنیا میں امریکی مفادات کی نگرانی کرتا ہے۔''

(American Report S-200 approved under No. 314 on 26-11-75)

سارے بچے اکٹھے پیدا نہیں ہو جاتے...... فلپائن کی مثال

فرماتے ہیں:

''خاندانی منصوبہ بندی سرے سے معاشی خوشحالی کا مسئلہ نہیں ہے۔ فلپائن میں ہر گھرانے میں اوسطاً ۱۰، ۱۲ بچے ہیں لیکن آج تک قحط نہیں پڑا۔ ہمیں فلپنیوں کے ساتھ برسوں اکٹھے رہنے کا بھی موقع ملا ہے۔ ہم نے ان کے چہروں پر محنت کی عظمت اور اطمینان ہی دیکھا، کسی ایک کے منہ سے ہائے وائے نہیں سنی، بلکہ ان کا کہنا تو یہ ہے کہ گھر میں ۱۰ ربچے یکدم تو نہیں آ گئے، جو پہلے پیدا ہوئے انہوں نے پہلے کمانا شروع کر کے والدین کا ہاتھ بٹایا، پھر چھوٹے، بڑے بنتے گئے، کماتے گئے اور چند سال بعد جب سب کی آمدنی آنے لگی تو...... ''خوشحالی نے ہمارے گھر ڈیرے ڈال دیئے......''

عورت کو ولادت کے عمل سے روکنا احمقانہ فعل ہے، نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر کی رپورٹ

نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر الیکسس کیرل کی رپورٹ:

''عورت کے لئے وظائف تولیدی جو اہمیت رکھتے ہیں ان کا ابھی تک پورا شعور پیدا نہیں ہوا ہے، اس وظیفہ کی انجام دہی عورت کی معیاری تکمیل کے لئے ناگزیر ہے، پس یہ احمقانہ عمل ہے کہ عورتوں کو تولید (ولادت کے عمل) اور زچگی سے برگشتہ کیا (یعنی روکا) جائے۔''

("Man the Unknown" by Dr. Alixis Carrel, Noble Prize Winner)

عورت کی صحت بچے جنتے رہنے میں ہے......Dr. Oswald Shwarz کی تحقیق

’’جذبہ جنس آخر کس چیز کا غماز ہے اور کس مقصد کے حصول کے لئے ہے؟ یہ بات کہ اس کا تعلق افزائش نسل سے ہے، بالکل واضح ہے۔ بائیولوجی (Biology) کا علم اس مسئلے کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے، یہ ایک ثابت شدہ حیاتیاتی قانون ہے کہ جسم کا ہر عضو اپنا خاص وظیفہ انجام دینا چاہتا ہے اور اس کام کی تکمیل چاہتا ہے جو فطرت نے اس کے سپرد کیا ہے، نیز اگر اسے اپنے اس کام سے روک دیا جائے تو لازماً الجھنیں اور مشکلات پیدا ہوں گی۔ عورت کے جسم کا بڑا حصہ بنایا ہی گیا ہے استقرارِ حمل اور تولید کے لئے۔ اگر عورت کو اپنے جسمانی اور ذہنی نظام کا یہ فطری تقاضا پورا کرنے سے روک دیا جائے گا تو وہ اضمحلال اور شکستگی کا شکار ہو جائے گی اس کے برعکس ماں بن کر وہ ایک نیا حسن ایک روحانی بالیدگی پالیتی ہے جو اس جسمانی اضمحلال (کمزوری) پر غالب آجاتی ہے جس سے زچگی کے باعث عورت دوچار ہوتی ہے۔‘‘

(The Psychology of Sex, page 17, Dr. Oswald Schwarz)

ایک برطانوی رپورٹ

’’مانعِ حمل وسائل کے استعمال سے مردوں کے جسمانی نظام میں برہمی پیدا ہوسکتی ہے۔ عارضی طور پر ان میں مردانہ کمزوری یا نامردی بھی پیدا ہوسکتی ہے۔ مجموعی حیثیت سے کہا جاسکتا ہے کہ ان وسائل کا کوئی زیادہ برا اثر بظاہر مرد کی صحت پر نہیں پڑتا، مگر اس بات کا ہمیشہ خطرہ ہے کہ مانع حمل وسائل کے استعمال سے جب مرد کو دورانِ مباشرت اپنی خواہش کی مکمل تسکین نہ ہوگی تو اس کی عائلی زندگی کی مسرتیں غائب ہو جائیں گی اور وہ دوسرے ذرائع سے تسکین حاصل کرنے کی کوشش کرے گا جو اس کی صحت برباد کر دیں گی اور ممکن ہے کہ امراضِ خبیثہ میں مبتلا کر دیں۔‘‘

’’منع حمل کی تدابیر کا نتیجہ یہ ہوتا کہ عورت کے عصبی نظام میں سخت برہمی پیدا ہو جاتی ہے اس میں بدمزاجی اور چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے۔ جب اس کے جذبات کی تسکین نہیں ہوتی تو شوہر کے ساتھ تعلقات خراب ہو جاتے ہیں، خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں میں یہ اثرات زیادہ نمایاں دیکھے گئے ہیں جو ’’عزل‘‘ (کنڈوم)(Coitus Interrupts) کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

(Report-Birtish National Birth Rate Commission)

ضبطِ ولادت کے موجودہ تمام طریقے مرد و عورت دونوں کی صحت کی بربادی کا پیغام ہیں

Dr. Marry Sharabail کی تحقیق:

’’......ضبط ولادت کے طریقے، فرزجے ہوں، جراثیم کش دوائیں، گولیاں، کنڈوم وغیرہ جو بھی ہوں، کے مسلسل استعمال سے عورت میں عصبی ناہمواری، پژمردگی، افسردہ دلی، طبیعت کا چڑچڑاپن،

اشتعال پذیری، غمگین خیالات کا ہجوم، بے خوابی، پریشان خیالی، دل و دماغ کی کمزوری، دوران خون کی کمی، ہاتھ پاؤں کا سن ہوجانا، جسم میں کہیں کہیں ٹیسیں اٹھنا، ایامِ ماہواری میں بے قاعدگی پیدا ہونا، ان کے لازمی اثرات ہیں۔'' (چالیس سالہ تجربہ کے بعد لیڈی ڈاکٹر کی رائے، بحوالہ اسلام اور ضبط ولادت: Marry Seharlaib.Dr)

''اسقاط کی وجہ سے بہت بڑی تعداد میں ایسے مریضانہ (Pathological) اثرات مرتب ہوتے ہیں جو آئندہ تولید (ولادت) کے امکانات کو بری طرح مجروح کر دیتے ہیں۔''

("The Abortion Problem" Taussing Fredrick J. Proceedings of the Conference of National Committe on Maternal Health, Baltimore, Page 39)

''......وظائف تولیدی کی انجام دہی عورت کی تکمیل کے لئے ناگزیر ہے۔ یہ ایک احمقانہ فعل ہے کہ عورتوں کو تولید اور زچگی سے برگزشتہ کیا جائے۔''

(Alsix Cari. De"Man the Unkown" بحوالہ اسلام اور ضبط ولادت، صفحہ 78)

Dr. Sitwati کی تحقیق

''......مانع حمل ذرائع میں کوئی طریقہ بھی ایسا نہیں جو بد اثرات نہ چھوڑتا ہو۔''

(Family Planning, Dr. Sitawati, Pakistan Times, Sept 21, 59)

ضبطِ ولادت کی گولیاں کینسر کا سبب

برطانوی ڈاکٹر Panial Deucas کی رپورٹ:

''ضبط ولادت کی گولیاں خطرناک نتائج کی حامل ہیں۔ ان کے استعمال سے سر چکرانا اور دیگر اعصابی تکالیف ہی نہیں بلکہ سرطان (Cancer) جیسے موذی مرض کے پیدا ہونے کا خدشہ بھی ہے۔''

(Ranial Deucas-Brhisher.Dr بحوالہ صدق جدید لکھنؤ، 18 نومبر 60ء)

امر واقع یہ ہے کہ ہمارے ہسپتال میں ایسی مریض خواتین علاج کے لئے آتی ہیں جن کی ہسٹری لینے کے دوران اکثر مرض کی ابتداء کی تہہ میں چھلا (Ring) گولیاں، آپریشن پایا جاتا ہے۔ آج ریڈیو، ٹی وی پر قوم کو زیادہ بچوں کے سبب کینسر سے ڈرایا جارہا ہے حالانکہ بات اُلٹ ہے۔ تحقیق کہتی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے طور طریقے اور ادویات کینسر کا سبب بن سکتے ہیں۔

خراب صحت سے چھٹکارا

شاہدہ پیشے کے اعتبار سے ایک سائنس دان ہے۔ وہ کہتی ہے کہ شادی سے پہلے میرے لئے صحت کا کوئی مسئلہ کھڑا نہیں ہوا تھا، لیکن شادی کے بعد جب میں نے مانع حمل گولیاں استعمال کیں تو وہ گولیاں میری بیماری کا سبب بن گئیں، لیکن صرف میں ہی نہیں بلکہ میرے شوہر بھی بیمار رہنے لگے۔ اس

طرح ہم طرح طرح کی بیماریوں اور پریشانیوں میں مبتلا رہنے لگے۔ پھر ہم نے خرابیٔ صحت سے متعلق اپنا رویہ تبدیل کر دیا۔ اس کے بعد ہمیں خرابیٔ صحت کی گرفت سے چھٹکارا مل گیا۔ شاہدہ لکھتی ہیں:

میرے ہونے والے شوہر سے پہلے پہل میری ملاقات اس وقت ہوئی تھی کہ جب ہم ڈگری کلاس میں پڑھ رہے تھے، پھر جب ہماری شادی ہوئی تو ان دنوں ہم پی، ایچ، ڈی کے لئے ریسرچ کر رہے تھے۔ تعلیم کے دوران ہمارے لئے بچے کی ولادت دقتیں پیدا کر سکتی تھی لہٰذا مانع حمل گولیوں کے استعمال ہی میں عافیت نظر آئی، چنانچہ ہم نے ان گولیوں کا استعمال شروع کر دیا اور اب ہمیں یہ سوچ کر قطعی حیرت نہیں ہوتی کہ ہماری صحت کی خرابی کی وجہ یہی گولیاں تھیں۔ مانع حمل گولیوں کے استعمال کے تقریباً ایک سال بعد ہماری صحت خراب رہنے لگی، میرا وزن گھٹنے لگا، مزاج میں ہیجان اور چڑچڑاپن پیدا ہو گیا اور اکثر و بیشتر مجھ پر افسردگی طاری رہنے لگی۔ اس وقت میری سمجھ میں قطعی نہیں آتا تھا کہ آخر یہ سب کچھ کیوں ہے؟ جیسا کہ میں بتا چکی ہوں کہ میرے ساتھ ہی میرے شوہر بھی علیل رہنے لگے بلکہ ان کی صحت مجھ سے زیادہ بگڑ گئی، وہ اعصابی بدنظمیوں کا شکار رہنے لگے اور کبھی کبھی ان پر بھی ہیجانی کیفیت طاری ہونے لگی۔

ہم نے پی ایچ ڈی کر لیا اور اپنے پیشے میں لگ گئے۔ اب ہمارا کنبہ باضابطہ وجود میں آنے لگا تھا، حیرت کی بات ہے کہ دورانِ حمل میری صحت کافی بہتر ہو گئی، میں خود کو تندرست محسوس کرنے لگی، اس طرح میری فکرمندی بڑی حد تک دور ہو گئی۔ شادی کے بعد سے اب تک مجھے اپنی صحت کبھی اس قدر بہتر نہیں معلوم ہوئی تھی۔ (بشکریہ ''ہمدرد صحت''، جولائی ۱۹۸۵ء)

ضبطِ تولید کی گولیوں سے فالج ہوتا ہے

ضبطِ تولید کی گولیاں استعمال کرنے والی خواتین فالج کا شکار ہوتی ہیں۔ اونٹاریو (کینیڈا) کے ایک ممتاز ماہر امراضِ اعصاب کے مطابق اس نے اب تک جو مشاہدات کئے ہیں ان کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ ضبطِ تولید کی گولیاں جب سے استعمال ہونے لگی ہیں خواتین پر فالج کے حملوں کا سلسلہ بھی تیز ہو گیا ہے۔ اس ماہر کے مطابق اس نے اونٹاریو میں جو مشاہدات کئے ہیں ان کے مطابق ۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۸ء کے دوران ان گولیوں کو عوام میں متعارف کرانے کے بعد انہیں استعمال کرنے والی ۵۷ ر فیصد خواتین فالج کے امراض میں مبتلا ہوئیں، جبکہ ۱۹۵۸ء اور ۱۹۵۹ء میں یہ صورتِ حال نہیں تھی۔

ڈاکٹر والیم ہاچنسکی کے مطابق اونٹاریو میں فالج کے مریضوں کی مجموعی تعداد میں ۱۷ر فیصد اضافہ ہوا۔ ڈاکٹر ہاچنسکی نے یہ بات سپریم کورٹ میں دائر کردہ ایک مقدمے کی سماعت کے دوران بتائی۔ پالین بخان نامی ایک خاتون نے اورتھو فارماسیوٹیکل (کینیڈا) لمیٹڈ کے خلاف عدالت میں اپنی درخواست میں بتایا ہے کہ اس کمپنی کی تیار کردہ ضبطِ تولید کی گولیاں کے استعمال سے اس پر ۱۹۷۱ء

میں فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے اس کا بایاں ہاتھ اور پاؤں مستقل طور پر بیکار ہو گیا ہے۔ اس پر حملہ ۲۳ رسال کی عمر میں ہوا تھا۔ (بشکریہ ''ہمدرد صحت، ستمبر ۱۹۸۵ء)

اسقاطِ حمل سالانہ تقریباً 68000 اموات کا سبب

ترقی پذیر ملکوں میں اسقاطِ حمل سے ہر سال اوسطاً 68000 خواتین موت کے منہ چلی جاتی ہیں۔ جی ہاں! یہ بی بی سی کی رپورٹ ہے، اس کے تحت یہ خبر بھی شائع ہوئی کہ لینسٹیٹ مطالعاتی رپورٹ کے مطابق اسقاطِ حمل کے بعد کم از کم پانچ لاکھ خواتین ایسی ہیں جو کہ انفکشن اور دیگر پیچیدگیوں کے باعث ہسپتال جاتی ہیں۔ ملاحظہ ہو:

www.bbcurdu.com 18:08, November 24 PST 23:08 GMT

دو بچوں کی پیدائش میں زیادہ وقفہ بچوں کی ذہنی ترقی میں رکاوٹ کا سبب ہے

یاد رکھئے! فطرت نے نظام کچھ ایسا بنایا ہے کہ بچہ اپنی ہی عمر کے قریب قریب کسی بھائی یا بہن کا خواہش مند ہوتا ہے، چنانچہ اگر بھائی بہنوں کی عمروں میں زیادہ فرق ہو تو یہ بات بچوں کی تربیت پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اور وہ بچے جلدی اور عمدہ ذہنی و اخلاقی تربیت حاصل کرتے ہیں جن کے بھائی اور بہنیں کثرت سے ہوں۔

اس حوالے سے فاضل مؤلف بعض یورپین محققین کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''بچوں کے درمیان جس غیر فطری (کیونکہ فطری وقفہ قدرت کا طے کردہ ہے) وقفے پر زور دے کر ''خوشحال اور صحت مند گھرانے کی خوشخبری'' اکثر دی جاتی ہے اس پر ان کے اپنے طبّی ماہرین کی رائے کیا ہے؟ آپ بھی ملاحظہ فرمالیجئے، یہ لوگ عمرانیات اور نفسیات کے شعبے میں برسہابرس تجربہ کی بناء پر یہ رائے رکھتے ہیں:

''......قریب العمر بچوں (بھائیوں، بہنوں) کی کمی منجملہ اور چیزوں کے بچے کو مشکلات میں مبتلا کر دیتی ہے اور وہ چیخنے یا چلانے یا تخریبی نوعیت کے کام کرنے میں لگ جاتے ہیں۔''

("The Middle Class Child and Neurosis" Arnold W. Green)

''اگر بچوں کے درمیان عمر کا بہت فرق ہو تو بڑے بچے میں قریب العمر ساتھی نہ ہونے کی وجہ سے ذہنی خلال (Neurosis) تک واقع ہو جاتا ہے بلکہ بعض ماہرین اس پر بھی متفق ہیں کہ بچے کا ذہنی ارتقاء (ترقی) رک جاتی ہے۔''

("Maternal Over Protection" Dr. David M. Lovy)

ملاحظہ ہو: ''آخری صلیبی جنگ'' مؤلفہ: عبدالرشید، صفحہ ۲۰۲ تا ۲۷۰)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جو عزل ثابت ہے اس کا مقصد شرحِ پیدائش میں کمی نہ تھا

فیملی پلاننگ والے بعض مرتبہ اپنے نظریات کی تائید کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جو بعض موقع پر عزل (کنڈوک کا استعمال عزل ہی کی ایک جدید صورت ہے) ثابت ہے، اس سے استدلال کرتے ہیں تو یاد رکھئے! صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جو بعض مواقع پر عزل ثابت ہے، اس عزل سے صحابہ کا مقصد بچوں کی شرحِ پیدائش میں کمی ہرگز نہیں تھی...... بلکہ وقتی طور پر پیش آنے والے کسی عذر کے پیش نظر اس کا ارتکاب کیا جاتا تھا، صحابہ تو سمجھتے تھے کہ شریعت (جو فطرت ہی کا دوسرا نام ہے) نے عورت کو ''حرث'' (کھیتی) سے تعبیر کیا ہے، کھیت کا تو مقصد ہی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے، چنانچہ ایک مرتبہ فصل کٹنے کے بعد دوبارہ بیج ڈالنے سے قبل اگر کسان درمیان میں کچھ وقفہ کرے تو دنیا میں اس سے بڑا احمق کوئی کسان نہ ہوگا جو یہ وقفہ اس لئے کرے کہ میری پیداوار کم ہو......

ایک پادری کا قرآن پر اعتراض

ایک دن ایک پادری صاحب مجھے کہنے لگے کہ تمہارے قرآن نے عورتوں کو ''کھیتی'' سے تعبیر کر کے عورت کی بڑی توہین کی ہے۔

میں نے کہا (اگر تعصب کی عینک اتار کر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا) کہ قرآن نے عورت کو کھیتی سے تعبیر کر کے عورت کی تعظیم کی ہے، تحقیر نہیں، یقین نہ آئے تو کسان سے پوچھو کہ اس کے دل میں اپنے کھیت کی کیا قدر ہوتی ہے......؟ کسان سے اس کا کھیت چھیننے کی کوشش کر کے دیکھو، کسان اپنی زمین کے دفاع کی خاطر جنگ وجدال اور خون خرابے پر اتر آئے گا...... کیونکہ اسے معلوم ہے کہ میری تو پیداوار کے اور پھر پیداوار کے ذریعہ معاش ہی اس سے وابستہ ہے تو جب کسان کے دل میں اس کھیتی کی وہ قدر جو گاجر، مولی اور ٹماٹر پیدا کرتی ہے تو وہ کھیتی جو انسان کی صورت میں پیغمبروں کو پیدا کرتی ہے...... علماء، مفتیان اور ملک وقوم کو مضبوط کرنے والے فوجیوں اور مبلغین کو پیدا کرتی ہو...... قوم کی خوشحالی کی خاطر سائنسدانوں، ڈاکٹروں، انجینئروں اور فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو پیدا کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ ملک وقوم کی خوشحالی کا سبب بنتی ہو بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کھیت کے مالک یعنی شوہر کا خاندان آباد کر کے، اسے جوانی میں باپ اور پھر بڑھاپے میں دادا نانا بننے کی نعمت سے نوازنے کا سبب بنتی ہو...... تو ایسے شوہر کو جب کوئی بتائے کہ یہ تمہاری بیوی ہی ہے جو خود تکلیف اٹھا کر تمہیں اولاد کی صورت میں پیداوار مہیا کرتی ہے تو ایسی بات بتانے والا شوہر کے دل میں عورت کی قدرومنزلت گھٹا رہا ہوگا یا بڑھا رہا ہوگا......؟

قرآن نے عورت کو کھیتی سے تعبیر کرتے ہوئے مسلمان مرد کے دل میں عورت کی عظمت بٹھائی ہے۔

ارشادِ باری ہے:

{هو الذي جعل لكم من أنفسكم أزواجا وجعل لكم من أزواجكم بنين وحفدة}

ترجمہ: ''وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کے جوڑے (عورتیں) پیدا کیں اور پھر ان جوڑوں (بیویوں) کے ذریعے تمہیں بیٹے بھی دیئے اور پوتے بھی۔''

الغرض خالق کائنات نے بتایا کہ یہ تمہاری بیوی ہی ہے جو تمہارا خاندان آباد کرتی ہے، بالکل کسان کی اس زمین کی طرح جس میں کسان نے بیج ڈالا تھا پھر یہ زمین ایک وقت تک اس دانے کو مضبوط ٹھکانا دے کر اور اسے خوراک مہیا کر کے

کے اتحادی آٹھ اطراف سے عراق پر حملہ کرتے ہیں اور انہیں تمام اڈے اور راستے اسلامی ممالک فراہم کرتے ہیں۔ مجھے کوئی دوست بتارہا تھا کہ ہم اپنے بچوں کو پولیو کے جو قطرے پلاتے ہیں ان میں بھی بیماریاں چھپی ہیں، یہ بھی ہماری اگلی نسلوں کو کھوکھلا کررہے ہیں، کیونکہ اگر ان میں شِفاء ہوتی، اگر یہ ہمارے بچوں کے لئے شِفاء کا سبب ہوتے تو امریکا کبھی ہمیں یہ ویکسین مفت فراہم نہ کرتا۔

اے مسلمانو! تم کب جاگو گے، تمہاری آنکھیں کب کھلیں گی، اس وقت جب تمہارا بدن تمہارا ساتھ چھوڑ دے گا، اس وقت جب تمہارے اردگرد تمہارے عزیزون کی لاشکیں بکھری ہوں گی۔''

(ہفت روزہ ''ضربِ مؤمن'')

شریعت کی نظر میں اولاد کی کثرت غربت ختم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے

سعودی عرب کے ایک جلیل القدر مفتی شیخ محمد صالح بن العثیمین ایک تحریر میں فرماتے ہیں:

''ارشادِ باری ہے: (اپنی اولاد کو غربت کے خوف سے قتل نہ کرو کیونکہ ہم تمہیں بھی رزق دیں گے اور انہیں بھی) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان فقیروں کو خطاب کیا ہے جو غربت بڑھ جانے کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کردیا کرتے تھے، چنانچہ باری تعالیٰ نے ان حضرات کے اس نظریے پر رد کرتے ہوئے والدین کے رزق میں اضافے کا پہلے ذکر کیا اور اولاد کی روزی کا بعد میں، چنانچہ فرمایا: ہم تمہیں بھی رزق دیں گے اور تمہاری اولاد کو بھی، حالانکہ جس وقت یہ حضرات اپنی اولاد کو قتل کررہے ہوتے تھے اس وقت انتہائی فقیر ہوتے تھے لیکن اس آیات میں اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمادی کہ جس نے تمہیں فقیر بنایا ہے وہ خدا تمہیں مالی وسعت فراہم کرنے پر بھی قادر ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ (لوگوں کے حالات سے) مشاہدہ بھی یہی ہے کہ اولاد کی کثرت رزق میں اضافے کا سبب ہے، اگر انسان کا اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل ہو، لیکن بات یہ ہے کہ لوگوں کو جو بات نقصان پہنچاتی ہے، وہ ان کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانی رکھنا اور بری نیت ہے کہ لوگ یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ جتنے بچے زیادہ ہوں گے رزق کی تنگی کا اتنا ہی شکار ہونا پڑے گا اور اس موقع پر ایسے حضرات اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو بھول رہے ہوتے ہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور زمین میں چلنے والی کوئی بھی مخلوق ایسی نہیں کہ جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔''

www.ibnotheimeen.com

ایک اشکال......بچہ صرف روٹی کا محتاج تو نہیں......؟

اس موقع پر بعض حضرات یہ اشکال کرتے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کی ذمہ داری تو اپنے ذمہ لے لی مگر بچہ صرف روٹی پانی ہی کا تو محتاج نہیں، اسکول کی فیس، علاج کا خرچہ، اسکول لانے لے جانے کے لئے کنوینس (Convence) اور پھر لنچ، روز کا جیب خرچ اور نامعلوم مزید کیسے کیسے خرچے، کہاں سے پورے ہوں گے......؟

پہلے اسے ننھا سا پودا اور پھر مسلسل پروان چڑھاتے ہوئے تناور درخت بنا کر چھوڑتی ہے، یہاں تک کہ ایک وقت کے بعد وہ دانا یا گٹھلی تناور درخت یا لہلہاتی فصل بن کر کسان کی زینت وفکر کا بھی سبب بنتی ہے اور کسان اس درخت وفصل کی پیداوار سے ہر طرح کے دینی ودنیوی فوائد خود بھی حاصل کرتا ہے اور قوم کی خوشحالی کا بھی سبب بنتا ہے۔

یاد رکھیئے! زمین سے اُگنے والی پیداوار جتنی زیادہ ہوگی کسان، اس کے اہل خانہ بلکہ پوری قوم خوشحالی کی طرف اتنے ہی زیادہ گامزن ہوں گے، بالکل اور سو فیصد اسی طرح جس ملک، جس قوم اور جس خاندان میں بچوں کی صورت میں ظاہر ہونے والی پیداوار جتنی زیادہ ہوگی وہ خاندان اور قوم بھی خوشحالی کی طرف اتنی ہی زیادہ گامزن ہوگی۔

بچوں کی پیدائش میں مناسب وقفہ، کونسا وقفہ ہے

اور یہ بھی یاد رکھیئے! کسان ایک مرتبہ پیداوار کاٹنے کے بعد دوبارہ بیج ڈالنے سے قبل کچھ وقت کے لئے زمین کو آرام دیتا ہے اور اسے کھاد کی خوراک مہیا کر کے چند ماہ کے لئے یوں ہی چھوڑ دیتا ہے، تا کہ زمین اپنی توانائی بحال کر کے دوبارہ عمدہ اور زیادہ پیداوار پیدا کرنے کے قابل بن جائے......تو دو ''پیداوار'' کے درمیان اس وقت یہ وقفہ ایسا وقفہ ہوگا جسے ''مناسب وقفہ'' کہا جائے گا...... کیونکہ اس وقفے کا مقصد پیدوار میں کمی نہیں بلکہ پیداوار میں کمی سے بچنا ہے، اسی طرح بعض مرتبہ کوئی عورت بچے کی ولادت کے بعد وقتی کمزوری کا شکار ہوجاتی ہے تو مناسب ہوتا ہے کہ اگلے بچے کی پیدائش میں کچھ وقفہ کر کے عورت کو آرام دیا جائے، نیز تا کہ عورت اپنی طاقت وقوت پوری طرح بحال کر کے کمزوری کے باعث جلد بڑھاپے کا شکار نہ ہو اور یوں دیر تک اولاد پیدا کرنے کے قابل رہے......تو بچوں کی پیدائش میں جو وقفہ اس قسم کا ہوگا اس وقفے کو ''مناسب وقفہ'' کہا جائے گا کیونکہ اس وقفے کا مقصد بھی بچوں کی شرح پیدائش میں کمی نہیں...... بلکہ اضافہ ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی والے اہل مغرب کے اشاروں اور ان سے ملنے والے فنڈز کی بنیاد پر بچوں کی پیدائش میں جس قسم کے وقفوں کی تعلیم دے رہے ہیں تو ان وقفوں کا مقصد......نہ تو عورتوں کی صحت کی بحالی ہے......، نہ ہی غربت کا خاتمہ ......اور نہ ہی اولاد کی تعلیم وتربیت...... یہ سب قوم کو اُلّو بنانے کے لئے اہل مغرب کی طرف سے پیش کردہ زہریلی ٹافیاں اور لالی پاپ ہیں جو ترقی وتربیت کے خوشنما نعروں کے میٹھے شیرے میں ڈبو کر قوم کو کھلائی جارہی ہیں...... اِن وقفوں کا بنیادی مقصد صرف اور صرف ایک ہی بات ہے اور وہ یہ کہ ایشیائی اقوام خصوصاً مسلمان قوم میں بچوں کی شرحِ پیدائش میں کمی ہو اور مسلمان ''کھیتیاں''......علماء، صلحاء، مجاہدین ومبلغین، ڈاکٹروں، انجینئروں، سائنسدانوں، اسلامی ملکوں کی حفاظت کرنے والے فوجیوں اور مزدوروں کی صورت میں پیدا ہونے والی ''پیداوار'' میں اضافہ ترک کردیں......اور یوں آبادی کی کمی کا شکار ہو کر یہ ممالک عسکری (فوجی) اور معاشی سطح پر مضبوط اور توانا نہ ہوسکیں......اور کسی بھی لحاظ سے کسی بھی محاذ پر اہل مغرب کی راہ میں رکاوٹ کا سبب نہ بن سکیں...... نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمان ملکوں کی زمین میں ودیعت کردہ تیل، گیس اور دوسری معدنیات کے نہ ختم ہونے والے بیش بہا خزانوں پر اہل مغرب کی دسترس آسان ہوجائے۔

❁❁❁